



4 دھات (Metal)

دسہرے کے موقع پر گلو کی وادی، ہماچل پردیش کے مختلف حصوں سے آئے کئی طرح کے مہروں (دھات کے بنے درگا کے کھوٹوں) سے جگمگا اٹھتی ہے۔ سونے اور چاندی کے ان کھوٹوں کا آغاز قدیم زمانے میں راجا مہاراجاؤں نے کیا تھا۔ ہر گاؤں اپنے مقامی مندر سے اپنا مہرہ ایک نئی ہوئی پاکلی میں لے کر کھڑا آتا ہے۔ پھر ان مہروں کو ککڑی کے بنے ایک وسیع و عریض رتھ میں رکھا جاتا ہے جسے سیکڑوں عقیدت مند کھینچتے ہیں۔ دسہرے کے موقع پر آپ ان رتھوں کے جلو سوں کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے پہاڑیوں کو ایک سلسلے میں پرو دیا گیا ہو۔ ہر جلو س کے ساتھ گانے بجانے والے ہوتے ہیں اور پوری گلو وادی ان کے لمبے دھات کے بنے باجوں کی آواز سے گونج اٹھتی ہے۔

باجوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک دور بین کی شکل کے لمبے باجے جنہیں شمال یا کرنا ل کہا جاتا ہے اور دوسرے انگریزی حرف 'S' کی شکل میں مڑے باجے جنہیں نرسنگھا کہا جاتا ہے۔ ان باجوں کو وہ مقامی دھات ساز بناتے ہیں جو اکثر کسی مندر سے وابستہ ہوتے ہیں۔



بادی آلات موسیقی،
ہماچل پردیش



لوہار کا کردار

دھاتوں کی دستکاری ہماچل پردیش کی سب سے اہم روایت ہے۔ یہاں لوہار، بڑھئی اور پتھر کا کام کرنے والے خود کو ایک گروپ مانتے ہیں۔ یہ اپنے پیشہ ورانہ امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے اکثر ایک دوسرے کی برادری میں شادیاں کرتے ہیں۔ بڑھئی اور دھات ساز خود کو ڈھیمنس کہتے ہیں اور اپنی اصل و شوکرما کی نسل سے بتاتے ہیں۔ لوہار ہماچل کے گاؤں میں سب سے بڑا دستکار گروہ ہے اور یہ دیگر تمام فنکاروں کی طرح ہی وسیع پیمانے پر زرعی مزدوروں کے مانند ملازمت کرتے ہیں۔ یہ اپنے بنائے سامان کی فروخت کے لیے تجارت بھی کرتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر دستکار برادریوں کی طرح ان کی کارگاہیں ان کے گھروں میں ہوتی ہیں۔ ہماچل میں لوہار عام طور پر اپنی کارگاہوں میں کام کرتے ہیں جو ان کے گھروں کی چلی منزل پر واقع ہوتی ہیں۔ دنیا کے کسی بھی گاؤں میں لوہار کی اہمیت اس حقیقت کی بنا پر بہت بڑھ جاتی ہے کہ اس کا وجود ناگزیر ہے۔ لوہار، لوہے سے بنائے جانے والے زرعی اوزاروں کو بناتا اور ان کی مرمت کرتا ہے اور وہ گاؤں کے دیے ہوئے خام مال سے روزمرہ ضرورت کی اشیاء کو بھی ڈھالتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ دیگر فنکاروں کے لیے بھی اوزار بناتا ہے، مجسمے اور زیورات بناتا ہے اور دھات سے بنی اشیاء کے خراب ہونے پر ان کی مرمت بھی کرتا ہے۔ عام طور پر اس کی محنت کی ادائیگی روایتی طریقہ سے کی جاتی ہے یعنی اسے پیداوار کا حصہ مل جاتا ہے۔

دھات کا کام کرنے والے کے اسٹوڈیو کے اندر

پہلے بنانے والا بھی ایک لوہار تھا اور ہمارے علاقے کا ٹھٹھیرا بھی ایک لوہار ہے۔ وہ اور اس کے شاگرد ہر قسم کے کام کیا کرتے مثلاً نلکے بنانا، لکڑی کے کام کرنا، الماریاں بنانا، برتن اور کڑھائیاں ڈھالنا، باربرداری کی گاڑیوں اور بیل گاڑیوں کی مرمت کرنا، کشتیوں اور بجزروں کی مرمت کرنا اور سیکڑوں قسم کے دوسرے کام۔ وہ کام جو وہ نہیں کرتا تھا ان کی فہرست ان کاموں سے مختصر ہو گئی جو وہ کرتا تھا۔

کسی جادوگر کی گپہا بھی ہمارے لوہار کی کارگاہ سے زیادہ پرکشش نہیں تھی۔

آہن گر کی کارگاہ کے اندر



اس کی بڑی بھٹی اور کچھ چھوٹی بھٹیاں انتہائی پرکشش ہوتی تھیں۔ ان بھٹیوں کا سب سے دلچسپ پہلو ہمیں وہ لگاجب دھونکنے کا عمل شروع ہونے پر کوئلے میں شدید چمک پیدا ہو گئی۔ سرخ گرم دھات کی چھڑوں کو شکل دینے کے لیے پیٹا جانا بھی جاذب نظر تھا۔ چنگاریوں کا آبشار ایسے اُبل پڑا جیسے وہ آگ کے جھرنے سے نکلا ہو۔ یہ دیوالی کے موقع پر پھوٹنے والے بم پٹاخوں کی طرح تھا۔ بیلوں کے کھروں میں نعل لگاتے اور بیل گاڑی کے پھیوں کو لوہے کی چھڑوں سے باندھتے اور اسے پانی میں ڈالتے دیکھ کر ہم دم بخود رہ گئے۔ بھاپ سنسناتی باہر آئی اور بھاپ میں بھٹیوں کی روشنی کا رنگ بھر گیا۔

— سدھین این۔ گھوش، اینڈ گزلس لپنگ

دھاتوں کی دستکاری کے سرپرست

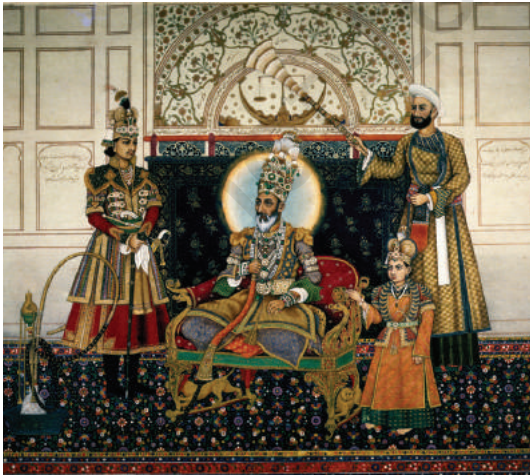
مزدوروں اور شاہی درباروں کی سرپرستی نے بے انتہا ماہر دستکاروں کو فروغ دیا، صدیوں سے ایک نسل کے بعد دوسری نسل اسی مہارت کو اپنائے ہوئے ہے۔

جیسے جیسے وقت گزرا، مندر اور دیہی فن کی روایتیں ایک دوسرے کے قریب آتی گئیں۔ دیہی دھات سازوں کے بنائے کانے کے لاتعداد مجسموں کو آج بھی گاؤں کی کچھاؤں اور گھروں کے پوجا گھروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ مجسمے زندہ جاوید ہو گئے۔

ہمارے روایتی حکمرانوں، شرفا اور مالدار زمینداروں کے لیے قیمتی دھاتوں سے بنی اشیاء طاقت کی علامتی مظاہر تھیں۔ محصولات سے ہونے والی ان کی زیادہ تر آمدنی کو خزانہ میں شامل کر دیا جاتا تھا یہ محصول قیمتی دھاتوں سے بنی اشیاء اور زیورات کی شکل میں ہوتا تھا۔ کارخانوں میں سونے اور چاندی کا کام کرنے والے خواہ وہ اپنا کام کرتے ہوں یا سرکاری ملازم ہوں، اپنے استادوں کی سرپرستی اور کڑی نگرانی میں اپنا کام کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ اشیاء خصوصی مواقع جیسے عوامی درباروں پر تحفہ پیش کرنے کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ یہ درباری رسم و رواج کا ایک حصہ تھیں جب کہ دیگر اشیاء صرف مخصوص مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے بنائی جاتی تھیں۔ اس کے علاوہ دیگر اشیاء بھی روزمرہ استعمال کے لیے بنائی جاتی تھیں۔

قدرے کم دولت مند زمیندار دربار کی متعین کردہ مثال کی پیروی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دیہی آبادی بھی جس کے پاس اخراجات کے لیے بہت کم رقم ہوتی تھی، اپنے سے برتر لوگوں کے رسوم و رواج کی نقل کرتی تھی۔ ان کے پاس جو بھی زائد از ضرورت آمدنی ہوتی وہ اسے چاندی کے اُن زیورات میں لگا دیتے جو عورتیں مستقل پہنا کرتی تھیں۔ یہ زیورات پہننے والوں کے معاشرتی اور اقتصادی مرتبے کا مظہر ہوتے تھے جیسے راجستھان کی آرائشی لباسوں میں ملبوس خواتین۔

بہادر شاہ ظفر کا دربار



سونے کے سکے، گہت عہد



مہرے 'اسٹ دھاتو' یعنی آٹھ دھاتوں — سونا، چاندی، پتیل، لوہا، ٹن، پارہ، تانبہ اور جستہ کے مرکب سے بنائے جاتے ہیں۔

دی ہماچل اسٹیٹ ہینڈی کرافٹس کا رپوریشن نے پورے صوبے میں دھاتوں کی دستکاری کے مراکز قائم کیے ہیں جہاں کانے کو ڈھالنے اور دھات کی دستکاری کی تمام تکنیکوں کی تربیت دی جاتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ...

11000 برسوں سے انسان اپنے استعمال کے لیے دھاتوں سے چیزیں بناتا آرہا ہے۔

♦ زیادہ تر دھاتوں کا ذریعہ کچ دھات ہے۔ پہلے کچ دھات کو زمین کے نیچے سے کان کنی کے ذریعے یعنی کھود کر نکالا جاتا ہے یا پھر جھیلوں اور دریاؤں سے کھرچا جاتا ہے پھر انھیں کچل کر الگ الگ کیا جاتا ہے اور آخر کار وہ صاف ہو جاتی ہیں پھر انھیں دھات بنانے کے لیے پگھلایا جاتا ہے۔

♦ 5000 ق م تک تانبے کا استعمال مٹکے اور سونیاں بنانے کے لیے کیا جاتا تھا۔ 3000 ق م تک تانبے میں ٹن ملا کر ایک سخت دھات کانسہ بنائی گئی۔ کانسے سے بھی زیادہ سخت دھات لوہے کی پیداوار 500 ق م تک شروع ہوئی۔

♦ اہم دھاتوں (تانبہ، کانسہ، لوہا) میں مہارت بہم پہنچانے کی تکنیک نے دنیا کے مختلف حصوں میں آزادانہ طور پر ترقی کی ہے۔

♦ مصر کے لوگ سونے کے استخراج کی تکنیک سے جوان دنوں استعمال ہوتی ہے 3000 ق م میں واقف تھے۔

♦ قیراط (carats) کا تصور سونے میں سونے کی مقدار بتاتا ہے! ان دنوں سونے کو زیادہ مضبوط بنانے کے لیے اکثر اس میں تانبہ اور چاندی کی آمیزش کی جاتی ہے۔ اس میں موجود سونے کو قیراط کہا جاتا ہے۔

♦ اتنی زیادہ محنت سے کانوں سے نکالے گئے سونے کا آدھے سے زیادہ حصہ واپس زمین میں ڈال دیا جاتا ہے — یعنی میٹکوں کے تہ خانوں میں دفن کر دیا جاتا ہے۔



دھاتوں کی دستکاری

تمام دنیا کی انسانی ثقافتوں میں پیتل اور کانسنے جیسی مرکب دھاتوں اور سونے چاندی جیسی قیمتی دھاتوں نیز ماضی قریب کی انسانی تاریخ میں لوہے اور فولاد کے استعمال کے تجربات اور مظاہر کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ہم نے چھوٹے چھوٹے سٹوں سے لے کر عمارتوں تک، برتنوں اور کڑھائیوں سے لے کر دیوی دیوتاؤں کے زندہ جاوید مجسموں تک بے شمار اشیاء بنائی ہیں۔

خام مال اور طریقہ عمل

ہمارے ملک میں چاندی کے علاوہ پیتل، تانبے اور کانسنے جیسی دھاتوں کا استعمال دستکاری کے کاموں میں کیا جاتا ہے۔ پیتل تانبے اور جستہ سے بنی مخلوط دھات ہے جب کہ کانسنہ تانبے اور ٹن کا مرکب ہے۔ کسی بھی شے کو شکل و صورت دینے کے لیے دھات کے ڈلے یا پترے کو کسی ہتھوڑی سے اس وقت پیٹا جاتا ہے جب وہ دھات گرم ہو یا پھر پگھلی ہوئی دھات کو معمولی استعمال کی چیزوں کے معاملے میں چکنی مٹی کے بنے سانچے میں اور نفیس اشیاء کے معاملے میں مومی سانچوں میں انڈیل دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر پیٹنے کے عمل کو کانسنہ اور تانبے کی اشیاء بنانے کے لیے ترجیح دی جاتی ہے کیوں کہ ان چیزوں کو زیادہ پائیدار بنانا مقصود ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ شکل و صورت دینے کے لیے دھاتوں کو موڑنے کا عمل چیز کو اتنا گرم کر کے کیا جاتا ہے کہ وہ سُرخ انگارہ ہو جائے۔ اس کے بعد اسے ٹھنڈے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر اس عمل میں یہ شے سیاہ ہو جاتی ہے تو اسے ہلکی ہلکی چوٹ مار کر درست کر دیا جاتا ہے۔

سولڈرنگ (soldering) کسی
ایسی چیز کے دو حصوں کو جوڑنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جسے ایک سے زیادہ ٹکڑوں میں بنایا گیا ہو۔ جوڑنے کا یہ عمل دھات کے آمیزہ کے استعمال سے کیا جاتا ہے جسے کاریگر تیار کرتے ہیں۔

عام طور پر استعمال ہونے والے دھات کے برتن



مومی سانچوں کا طریقہ کار

مومی سانچوں کا طریقہ کار دھات کی اشیاء بنانے کے لیے استعمال ہونے والی ایک مخصوص تکنیک ہے۔ ہمارے ملک میں یہ طریقہ ہماچل پردیش، اڑیسہ، بہار، مدھیہ پردیش اور مغربی بنگال میں پایا جاتا ہے۔ ہر خطے میں قدرے مختلف تکنیک استعمال کی جاتی ہے۔



1۔ مومی سانچوں کے عمل میں مختلف اقدامات کیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے خاک کے کا ایک مومی سانچہ ہاتھوں سے بنایا جاتا ہے۔ یہ شہد کی مکھی کے چھتے سے نکلے خالص موم سے بنایا جاتا ہے جسے سب سے پہلے کھلی آگ پر پگھلایا جاتا ہے پھر پانی سے بھرے ایک کھلمنھ کے بڑے برتن میں اسے کسی نرم کپڑے سے چھانا جاتا ہے۔ یہاں یہ فوراً ہی دوبارہ جم جاتا ہے۔ پھر اسے کسی پچی یا پھرنی سے دایا جاتا ہے جس سے موم نچڑ کر سونیوں جیسی شکل کا ہو جاتا ہے۔ پھر ان مومی تاروں کو اس پورے سانچے کی شکل کے ارد گرد لپیٹ دیا جاتا ہے۔

2۔ پھر اس سانچے کو ایک گاڑھے لیپ (paste) سے ڈھک دیا جاتا ہے، یہ لیپ چکنی مٹی، ریت اور گوبر کی یکساں مقدار کے میل سے بنایا جاتا ہے۔ ایک طرف سے کھلمنھ کے اس سانچے میں مٹی کا ایک برتن لگایا جاتا ہے۔ اس میں پگھلی ہوئی دھات انڈلی جاتی ہے۔ استعمال کی جانے والی دھات کا وزن موم کے وزن سے دس گنا ہوتا ہے (یہ تمام عمل شروع کرنے سے قبل موم کا وزن کیا جاتا ہے)۔ یہ دھات عام طور پر ٹوٹے پھوٹے برتنوں کے کباڑ کی دھات ہوتی ہے۔



3۔ جب پگھلی ہوئی دھات کو چکنی مٹی کے برتن میں انڈیل دیا جاتا ہے تو چکنی مٹی کے لیپ والے اس سانچے کو آگ پر رکھا جاتا ہے۔ اندر کا موم پگھلتا ہے اور دھات بہہ کر ان جھریوں میں چلی جاتی ہے اور مومی سانچے کی شکل کی بن جاتی ہے۔ پکانے کا یہ عمل تقریباً کسی مذہبی رسم کی ادائیگی کے مانند اہتمام سے کیا جاتا ہے اور تمام اقدامات پُر سکوت سنائے میں کیے جاتے ہیں۔ بعد میں اس سانچے کو ریتی سے رگڑا جاتا ہے تاکہ وہ شے ہموار اور صاف ہو جائے۔ کانسنے کی کسی شے کو ڈھالنا بہت دیدہ ریزی کا کام ہے اور اس کے لیے زبردست مہارت درکار ہوتی ہے۔





بعض مرتبہ کانے کے مجسموں کو ڈھالنے کے لیے پانچ دھاتوں — سونے، چاندی، تانبے، پیتل اور سیسہ کے مرکب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں قدیم ترین کانے کے مجسمے موہن جو دڑو کے عہد (2500 ق م) کے ملتے ہیں۔ اب دھات ساز خام مال کی کمیابی اور قیمتی دھاتوں کی گرانی کی وجہ سے پیتل، تانبے اور سیسہ کے مرکب سے مجسمے بناتے ہیں۔



کانسے کا مجسمہ بنانا

رائے گڑھ کا ایک آہن گر، گووند جھارا اپنی
قدیم بھٹی کے سامنے بیٹھتا ہے اور ایک چھوٹی
سی دعا کے ساتھ ڈھلائی شروع کرتا ہے:
آؤ دائی (دیوی آؤ، میرے پاس بیٹھو)
اندھے کو چاکو دانی (اندھے کو بصیرت
والی آنکھ دو)

چولا کانسہ، تمل ناڈو



کانسے سے بنی مذہبی اہمیت کی حامل چیزوں میں سب سے بہتر اونچے قد و قامت والے دیوتاؤں کے مجسمے ہیں جن کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کے لیے شلپ شاستروں میں لکھے تفصیلی مقالوں کی عقیدت مندانہ پیروی کی جاتی ہے۔ رگ وید کے عہد سے ڈھلائی کے دو طریقوں ٹھوس اور کھوکھلے کے حوالے ملتے ہیں جنہیں بالترتیب 'گھن' اور 'سشیر' کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ مجسمے بے شمار ہیں تاہم ہر ایک کی انفرادی خصوصیات ہیں اور دستکار کو مجسمے بنانے کے لیے نہ صرف جسمانی پیمائش کے صحیح تناسب کو سیکھنا پڑتا ہے بلکہ اسے ان مذہبی متون/شلوکوں سے بھی واقفیت ضروری ہے جن میں اس دیوتا کا، اس کی خصوصیات کا، اس کی نشانیوں کا اور ان سب کے علاوہ جمالیات کا ذکر ہو۔ یہ علامتیں 'دھیان' کہلاتی ہیں، جس کے معنی مراقبہ ہیں۔ یہ بات ان ہدایات پر بے انتہا توجہ دینے کی ضرورت کو اجاگر کرنے کے لیے بیان کی جاتی ہے۔

چوں کہ وراثت کی بنیادوں کو محفوظ رکھنے کی ہماری روایت رہی ہے اس لیے دستکار سے بلاشبہ صرف جسم کے اعضا کو جوڑ دینے سے کہیں زیادہ کی توقع کی جاتی ہے، اسے اپنے جذبات، خیالات اور پسند سے بالاتر ہو کر ہر مجسمے کے کردار کی خصوصیات کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔

جسم کے ہر اہم عضو کو ایک نمونہ بنادینے کے لیے اسے بعض قدرتی اشیاء سے وابستہ کر دیا گیا ہے: جیسے بھوں کا نمونہ نیم کی پتی یا کوئی مچھلی؛ ناک، کوئل کے پھول سے، اوپری ہونٹ کو کمان سے، ٹھوڑی کو آم کی گٹھلی سے؛ گردن کو ناقوس سے؛ رانوں کو کیلے کے درخت کے تنے سے؛ گھٹنوں کو کیکڑے سے؛ کانوں، کو نرگس سے اور اسی طرح دوسرے اعضا کو تشبیہ دی گئی ہے۔

مجسمہ سازی اب بھی ایک انتہائی محنت طلب اور وقت طلب کام ہے جس کے لیے بہت زیادہ توجہ درکار ہوتی ہے اور بڑے بڑے کئی اوزار، بے انتہا مہارت اور قطعی صحت و درستگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مجسمے کی متعلقہ پیمائشوں کو واضح کرنے کے لیے عام طور پر ناریل کے درخت کے پتوں کا استعمال کیا جاتا ہے جسے پتیوں کو موڑ کر

واضح کیا جاتا ہے۔ جب سانچے کو توڑا جاتا ہے تو اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ نیک شگون کے طور پر سب سے پہلے مجسمے کا چہرہ کھولا جائے۔

تمل ناڈو کانسے کی ڈھلائی کے مشہور خطوں میں سے ایک ہے۔ اپنی وضع و قطع کے اعتبار سے مجسمے مختلف ادوار جیسے پلو، چولا، پانڈیہ اور نائک سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مجسمے اب بنائے جاتے ہیں وہ ان میں سے کسی ایک وضع قطع کے ہوتے ہیں۔ مجسمہ سازوں کو استپتی کہا جاتا ہے۔

— کملا دیوی چٹو پادھیائی،

دی گوری آف انڈین ہینڈی کرافٹس

چاندی

ہندو رواج کے مطابق اگر سونے اور چاندی سے بنی اشیاء ہندی رسوم کے لحاظ سے آلودہ ہو جائیں تو انھیں پانی سے سیدھے سادے انداز میں دھو کر یا رکھ یا مٹی سے مانجھ کر دوبارہ پاک بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایسا عقیدہ ہے کہ اگر پانی کو سونے یا چاندی کے کسی برتن میں رکھا جائے تو وہ خود بخود آلودگی سے پاک ہو جاتا ہے۔ چاندی کے معاملے میں یہ خیال سائنسی طور پر قابل قبول ہے اور اب ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ پانی کے ساتھ چاندی کے آیوگ رد عمل سے پانی کے اندر موجود جراثیم مر جاتے ہیں۔

حالاں کہ ہندوستان میں چاندی اپنی خالص اور قدرتی حالت میں کمیاب ہے، تاہم یہ ہمیشہ بڑی مقدار میں دستیاب رہی ہے۔ پھر یہ آتی کہاں سے ہے؟ جواب ہے۔ 2000 سال کی تجارت سے۔ ہم بحیرہ روم، مشرقی افریقہ، ساحل عرب، بحر احمر اور خلیج فارس، انڈونیشیا کے جزائر اور یہاں تک کہ چین اور جاپان میں بھی



ہندوستان کے مختلف حصوں سے
دھاتوں کی بنی روزمرہ استعمال کی
اشیاء، اٹھارہویں تا انیسویں صدی



مسالے، خضاب، کپڑا، ہیرے اور دیگر آرائشی سامان خام اور پختہ دونوں ہی صورتوں میں برآمد کرتے رہے ہیں جب کہ ہماری اہم ترین درآمد ہمیشہ قیمتی دھاتیں رہی ہیں۔

جدید مطالعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدیوں سے جمع ہوتے ہوتے اور اب حالیہ برآمدات (قانونی اور غیر قانونی دونوں طریقوں سے) کے بعد ہندوستان کے عوام اور مندروں کے پاس چار ارب (4,000,000,000) اونس سے زیادہ ریفائنڈ چاندی ہے۔ یہ چکر ادینے والی مقدار محض ایک محتاط اندازہ کے مطابق ہے۔

چوں کہ چاندی ہمیشہ سونے سے 23-15 گنی سستی رہی ہے۔ اس لیے یہ ہمارے سماج کے وسیع تر حلقوں کی پہنچ کے اندر رہی ہے۔

© NCERT
not to be republished

ہندوستان میں دھات کی دستکاری



ہماچل پردیش کے کٹور ضلع میں مذہبی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی دھات کی اشیا ہندو اور بودھ ڈیزائنوں کا منفرد مرکب ہیں۔ آسمانی بجلی کی چمک کرک یا وجر کے ڈیزائن کینٹیوں اور جاروں پر عام طور پر نظر آتے ہیں۔ چاندی یا پیتل کے اسٹینڈ والے پھل رکھنے کے کمل کے پھول جیسے پیالے، پوجا کی چرخیاں جن پر منتر 'اوم منی ہدمے ہم' کندہ ہوتا ہے۔ سیپ کے ناقوس، تبرکات کے چھوٹے برتن اور جگ بھی بنائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت سی چیزیں تبتی بودھوں کے ان مندروں میں استعمال ہونے والی رسمی اشیا سے آئی ہیں جو تمام کٹور میں ہندو مندروں کے آس پاس واقع ہیں۔

کوفت گری چاندی اور سونے پر مرصع کاری کی ایک قسم کا نام ہے جو تروانت پورم، کیرالا، بے پور، راجستھان، حیدرآباد، آندھرا پردیش اور پنجاب میں ہوتی ہے۔ عام قسم کی مرصع کاری (تار نشان) میں، جو تلوار کی میان کو سجانے کے لیے بکثرت استعمال کی جانے والی تکنیک ہے، سب سے پہلے ایک تراشیدہ کھانچا بنایا جاتا ہے جس میں قیمتی دھات کے تاروں کو ٹھہرا جاتا ہے۔ کوفت گری کا عمل سادہ اور کم وقت طلب ہے اور اس میں آزادانہ طور پر آرائش کی گنجائش ہوتی ہے۔ سب سے پہلے کسی چیز کی پوری سطح کو کم سے کم دو مختلف سمتوں سے تراشا جاتا ہے تاکہ وہ ناہموار ہو جائے اور پھر اس کے بعد تار کو (خواہ سونے کے یا چاندی کے یا پھر دونوں کے) پُر پیچ نقوش میں رکھ کر پیٹا جاتا ہے۔ اس عمل کو حقیقی مرصع کار حقیقہ سمجھتے ہیں لیکن بہر حال یہ ایک متبادل طریقہ کار ہے جب اسلحہ بنانے اور اسلحہ سازی کے عمل کی مانگ ختم ہوگئی تو دستکاروں نے اس آرائشی تکنیک کو ٹرے، صندوقوں اور دیگر اشیا پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔

دھات کے کام کی دستکاری میں گروہ کی شکل میں کام کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اتر پردیش کے لکھنؤ میں کسی مینا کار حلقہ کے نچلے حصے کی تیاری میں کئی مخصوص مہارتیں شامل ہوتی ہیں جو الگ الگ دستکاروں کے ذریعے انجام پاتی ہیں۔ ایک سنار چیز کو تیار کرتا ہے، ایک چتر کار یا نقاش اس کی سطح پر نقوش بناتا ہے، ایک چتر نقوش میں وہ گڑھے بناتا ہے جو مینا کاری کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں، ایک مینا کار حقیقی معنوں میں رنگ چڑھا کر مینا کاری کرتا ہے، ایک جلا ساز چیز پر پالش کرتا ہے، ایک ملّے ساز اگر ضروری ہو تو، اس پر پتر چڑھاتا ہے، جب کہ کنڈاناز (کندن ساز) نقوش میں درکار پتھر جڑاتا ہے۔ اس طرح کے کامیاب گروہی کام کا انحصار مضبوط نشان زد نقشین تصور اور اعلیٰ درجہ کی وضع داری نیز اس تمام عمل کے ہر مرحلے کے ذمہ دار افراد کے مابین تکنیکی ہم آہنگی کے احساس پر ہوتا ہے۔





بیسدری وہ تکنیک ہے جس کا نام اس کی جائے پیدائش بیدر آندھرا پردیش کے نام پر رکھا گیا۔ یہ تکنیک جسے، تانبے اور رائے کی نسبتاً نرم مرکب دھات سے ڈھالی گئی اشیاء پر مصق کاری (خاص کر چاندی کی) کرنے کا نام ہے۔ مصق کاری کا کام پورا ہونے کے بعد، کیمیکلوں کا استعمال کرتے ہوئے چیز کی سطح پر سیاہ داغ لگائے جاتے ہیں۔ اس طرح چاندی کی آرائش سے نمایاں طور پر مختلف ایک شاندار شے تیار ہو جاتی ہے۔

کیرالا میں 'اُرولی' (کھلمنھ کا کھانا پکانے کا برتن جس کے گھیرے چھپے یا مڑے ہوتے ہیں) بنانے کے لیے مومی سانچوں کا استعمال کیا جاتا ہے بڑے بڑے دیو قامت کڑھاؤ جنہیں واریو کہتے ہیں اور جو بڑی خوبصورتی سے بنائے جاتے ہیں، کا استعمال مندروں میں ہزاروں عقیدت مندوں کے پر ساد بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ کیرالا میں پینے کے لیے دھات کے چھپے پیندے کے گلاسوں کو بنانے کی مضبوط روایت آج بھی موجود ہے۔ یہ لمبائی میں بڑے اور شکل میں بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔



گجرات میں مذہبی رسوم میں استعمال ہونے والی بے شمار دھاتی اشیاء میں مندروں کے بڑے بڑے گھٹے ہیں۔ گرناریل پر لگے مشہور گھٹے کا وزن 240 کلو گرام ہے۔ ایک اور مشہور چیز کم اونچائی کے مربع اسٹول اور کم اونچائی کی ہتھ والی کرسیاں ہیں۔ خالص دھاتوں کے اس فرنیچر کو کئی انداز سے سجایا جاتا تھا اور یہ راجاؤں کے محل میں استعمال ہوتے تھے۔

تمل ناڈو کے تجارتی ضلع کے پتھر کوئل علاقہ ملواں دھات (کانسہ) کا اہم مرکز ہے۔ اس کی وجہ کا ویری کے ساحل پر پائی جانے والی ہلکے بھورے رنگ کی مٹی ہے، جسے ونڈل کہتے ہیں۔ یہ سانچے بنانے کے لیے انتہائی موافق ہے۔ ڈھلائی کر کے بنائی جانے والی کچھ اشیاء میں مختلف قسم کی شکلوں کے گلدان، لٹیا، پانی کے سے وار، سادے یا آرائشی اگال دان اس جگہ کی بنی خاص چیز ہیں۔ کھانے کے ڈبے، گھنٹیاں، شمع دان، مٹی کے تیل کے چراغ، پکنک پر لے جانے والے ناشتہ دان اور مختلف قسم کے تیل کے چراغ شامل ہیں۔



دنیا کے کسی بھی ملک میں چراغوں کو علامتی اعتبار سے وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو ہندوستان میں ہے۔ اگنی، اگنی دیوتا کی ایک علامت کے طور پر چراغوں کو مقدس مانا جاتا ہے اور شادیوں کے موقع پر نیز اہم مہمانوں کے استقبال کے لیے ان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چراغ مختلف شکلوں کے ملتے ہیں، اکثر ایک چھوٹی سی پلیٹ میں دستہ لگا دیا جاتا ہے جو سانپ، مچھلی یا بٹخ کی شکل کا ہوتا ہے۔ یہ قطعی ذاتی پوجا کے لیے ہوتے ہیں، چھوٹے اور کسی وسیع و عریض ہال میں روشنی کے لیے بڑے پائیدار والے مختلف سائزوں کے ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں دستکاری کی زندہ روایات

1- ہندوستان میں دھات کے کاموں کی دستکاری انتہائی ضروری ہے۔ مختلف شعبوں جیسے زراعت، تعمیر، نقل و حمل وغیرہ میں ان کی خدمات بتائیے۔

2- کسی قومی اخبار کو دیکھیے اور سونے اور چاندی کی موجودہ قیمتوں کا ریکارڈ بنائیے۔ پندرہ دن یا ایک مہینے میں ان دھاتوں کی گھٹتی بڑھتی قیمتوں کو ظاہر کرنے والا ایک گراف بنائیے۔ آپ کے خیال میں ان گھٹتی بڑھتی قیمتوں کے ذمہ دار کون سے عوامل ہیں؟

3- روایتی طور پر، دھات سے بنی اشیاء وزن کی بنا پر فروخت کی جاتی تھیں، قیمت طے کرنے کے لیے کام کی نوعیت کو مد نظر نہیں رکھا جاتا تھا۔ مغربی ممالک میں کام کی نوعیت کی قیمت اکثر مال کی قیمت سے زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کی رائے میں کسی چیز کی قیمت کا تعین کس بنا پر کیا جانا چاہیے۔ اپنی رائے کی دلیل میں وجوہات پیش کیجیے۔

4- اس باب کے نقشے کے صفحے پر نظر ڈالتے ہوئے ایک جدول بنائیے جس میں ان وجوہات کی فہرست بنائیے جن کے سبب ملک کے مختلف حصوں میں دھات سازی کی مختلف تکنیکوں کا استعمال کیا جاتا ہے (نیچدی ہوئی مثال دیکھیے)۔ ہر طریقہ عمل کو مختصراً بیان کیجیے۔ آپ کے اپنے خطے میں دھات سازی کے کام میں ان میں سے کس تکنیک کا استعمال ہوتا ہے۔

خطہ	تکنیک	طریقہ عمل
ہماچل پردیش	منبت کاری	دھات کی ایک پتلی چادر کو لکڑی کے تراشیدہ بلاک پر رکھ کر پیٹا جاتا ہے تو دھات کی چادر پر واضح نقوش ابھر آتے ہیں۔

5- ہماری زندگی میں دھات ساز ناگزیر ہیں۔ اپنے خطے میں ان کا سماجی مرتبہ معلوم کیجیے۔ کیا انہیں کسی خاص رسم کی ادائیگی کے لیے بلایا جاتا ہے؟

6- سدھین گھوش کا اقتباس دھاتوں کی دستکاری میں آگ کے اہم رول کی وضاحت پیش کرتا ہے۔ آگ اور دھوئیں سے ہونے والے نقصانات کو کم کرنے کے لیے آپ کیا اقدامات تجویز کر سکتے ہیں؟

7- مختلف مذاہب میں بیش قیمت دھاتوں کی اشیاء کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معلوم کیجیے وہ چیزیں کون سی ہیں اور انہیں کون لوگ بناتے ہیں۔